دعوات عبدیت حق

ارشادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

عشق کا آخری مرحلہ
قربانی

خطبہ جمعۃ المبارک ۱۰ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ

(خطبہ مسنونہ کے بعد) وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہٗ سوف یریٰ -

محترم بزرگو ! خداوند کریم کی وہ لا متناہی نعمتیں اور احسانات جو کل عالم اور پھر خصوصاً انسان پر ہیں، ان کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ کے عاشق بنیں۔ اس سے ہمیں محبت ہو جائے۔ اور اللہ کے فرمانبردار بن جائیں اسکی فرمانبرداری اور تابعداری پر صرف مسلمان اور انسان ہی نہیں بلکہ خدا کی ساری مخلوق اس کا شکر ادا کرتی ہے۔ وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عالم میں ایسی کوئی چیز نہیں جو خدا کی تسبیح نہ کرے۔ مگر ان کی تسبیح انسان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ پہاڑ پتھر سمندر دریا اور یہ نباتات حیوانات چوپائے اور جمادات یہ آسمان و زمین چاند اور سورج سب خدا کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اس لئے کہ سب کو خدا نے نعمت وجود سے نوازا ہے ۔ اور تمام چیزوں میں اپنی حیثیت کے مطابق حیات اور زندگی موجود ہے ۔ کل قد علم صلوٰتہ وتسبیحہ۔ ہر ایک کو اپنی نماز اور خدا کی تسبیح کرنے کا طریقہ معلوم ہے۔ جب ان چیزوں میں علم ہو تو حیات ضرور ہوگی۔ اور تمام چیزوں کی تابعداری دیکھئے۔ خدا کا حکم ہے کہ یہ دیوار یہاں کھڑی رہے اور اس پر چھت کا بوجھ قائم رہے۔ یہ خدا کی مرضی ہے، تو یہ بھاگ نہیں سکتی۔ اسکی خلاف ورزی نہیں کرتی یعنی اللہ تعالیٰ کی تابعدار ہے۔ کبھی پانی نے یہ نہیں کہا کہ انسان کا میرے اوپر کیا حق ہے کہ مجھے پیتا رہے۔ اور مجھ سے کھیت سیراب کرتا رہے۔ اسی طرح حیوانات نے بھی بوجھ لادنے ہل جوتنے دودھ دینے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ ہر چیز کی پیدائش سے کوئی مقصد و حکمت خدا نے وابستہ کی ہے۔ اور وہ اس میں پوری فرمانبردار ہے۔ ذرہ برابر اس میں حکم عدولی نہیں ہوتی ۔ تو قرآن کریم سے معلوم ہوا کہ کل قد علم صلوٰتہ

اور علم بغیر زندگی کے ہوتا نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اگر علم ہے تو زندگی بھی ہے۔ مگر زندگیوں میں فرق اور تفاوت ہے۔ ہمارا جسم ایک ہے مگر اس کے اجزاء کی حس میں فرق ہے۔ مثلاً انگلی کے سر میں قوت احساس باقی سارے بدن کی نسبت زیادہ ہے۔ سر سے پیر تک ہمارے اعضاء کی زندگی ایک طرح کی نہیں بلکہ متفاوت ہے۔ اسی طرح زمین بھی زندہ ہے۔ گھاس پھوس پانی آسمان اور اس کے تارے بھی زندگی رکھتے ہیں، اور اس زندگی کے بموجب خدا کے حکم کی تابعداری ان میں موجود ہے۔

عناصر کی زندگی کی دلیل | جب نمرود نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیا تو خداوند کریم نے آگ کو حکم دیا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم۔ اسے آگ اسی وقت جلانا چھوڑ دے، ٹھنڈی ہو جا مگر برف کی مانند نہیں بلکہ سلامتی والی ـــــ اگر سلاماً نہ کہا ہوتا تو اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ آپؑ کو تکلیف ہوتی بلکہ یہ فرمایا کہ سلاماً علی ابراھیم۔ کہ انسانی مزاج کے مطابق ہو جائے ــــ اعتدال کے درجہ میں ہو ایسا نہ ہو کہ ٹھنڈک سے حضرت ابراہیمؑ کو تکلیف ہو ــــ تو اگر آگ میں زندگی نہ ہوتی تو حکم نہ ملتا۔ جب فرعون کا غرور حد سے بڑھ گیا۔ تو خدا کی گرفت میں آگیا جیسا کہ آج خدا نے امریکہ کو ویت نام میں پھنسا دیا ہے۔ یہ اس کے غرور تکبر کی سزا ہے کہ جب مغضوب علیہ ذلیل قوم یہود کی پشت پناہی کی، ساری دنیا میں تباہی مچائی تو خدا نے پکڑ لیا۔ امریکہ شکست کھانے والی طاقت نہ تھی، مگر آج مولی گاجر کی طرح اسکی فوج کٹ رہی ہے ــــ یہودیوں کی پشت پناہی کا ثمرہ امریکہ کو مل رہا ہے ــــ جنگلی اور نہتے لوگوں کے ہاتھوں خدا نے اسے رسوا کر دیا ہے۔ خدا آج بھی اپنی قدرت دکھاتا ہے۔ مگر کاش! ہم دیدۂ عبرت کھولیں اور نصیحت حاصل کریں ــــ

فرعون کے پاس نو لاکھ فوج تھی۔ حضرت موسیٰؑ کے پاس صرف ایک لکڑی ہے، آگے سمندر (بحیرہ قلزم) ہے۔ اور پیچھے نو لاکھ فوج ہے۔ خدا نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا: فاضرب بعصاک البحر۔ اپنے عصا کو سمندر پہ مار دے۔ اگر سمندر میں زندگی نہ ہوتی تو اس نے پیغمبرؑ کے حکم سے خدا کی مرضی کے مطابق تعمیل نہ کی ہوتی ــــ سمندر بارہ مقامات سے پھٹ گیا بنی اسرائیل کے بارہ اسباط اور قبائل الگ الگ راہوں سے گزر گئے فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم۔ بنی اسرائیل الگ الگ سڑک پر سے گزر گئے اور جب فرعون آیا تو اسی سمندر کی موجوں نے اسے گھیر لیا اور ساری فوج کے ساتھ غرق ہوا، مجال کیا کہ خدا کے حکم سے کوئی نافرمانی کرے ــــ

آج بھی سرکش انسانوں کی نافرمانی محض کھیل تماشا ہے۔ جیسے معصوم بچے کو کھلونا دے دیا جاتا ہے تو کبھی وہ کودتا ہے، اچھلتا ہے۔ کبھی گالی دیتا ہے۔ تھپڑ مارتا ہے۔ اور بڑے اسے دیکھ

ہنستے ہیں کہ یہ کھلونا تو ایک مٹھی میں مسلا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مغرور انسان معمولی اختیار ملنے پر کبھی اسلام کا مقابلہ کرنے لگتا ہے کبھی خدا کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور قدرت ہنستی رہتی ہے کہ یہ انسان اپنی حقیقت اور پوزیشن کو بھولے ہوئے ہے۔

تم اپنے آپ کو دیکھو اور اس آسمان کو دیکھو، چاند اور سورج کو دیکھو۔ تم میں سے تو بڑے بڑے اجسام خدا کے سامنے منقاد ہیں۔ اس وجہ سے حضرت لقمان نے بیٹے کو نصیحت کی۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا۔ بیٹے زمین پر اکڑ کر مت چلو۔۔۔۔ تم زمین تو نہیں پھاڑ سکتے، نہ پہاڑ کو ٹکر مار سکتے ہو۔ پس جب یہ تم سے زیادہ مضبوط ہیں تو کیوں غرور اور تکبر اختیار کرتے ہو۔ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا۔ تم نہ تو زمین اپنی اکڑ سے پھاڑ سکتے ہو اور نہ سینہ تان کر چلنے سے پہاڑوں کے برابر لمبے ہو سکتے ہو۔ بہر حال خدا کے انعامات سب پر ہیں اور انعامات کی وجہ سے خدا سے کائنات کو محبت ہے اور محبت کا تقاضا اطاعت ہے۔ اور اس وجہ سے تمام کائنات منقاد رب ہے۔

یاد رکھیں آپ کے دل میں خدا کی محبت کا خدا کو کوئی فائدہ نہیں وہ کسی کا حاجتمند نہیں ہم اس کے محتاج ہیں، ہمیں اپنے فائدہ کیلئے خدائی نعمتوں کا تصور اور احساس کرنا چاہئے۔ فائدہ یہ ہوگا کہ اسکی وجہ سے ہمارے اندر اطاعت و فرمانبرداری پیدا ہو گی جو کہ موجب سکون ہو گی۔ اور ہر قربانی موجب خوشنودی و راحت ہو گی۔ بوجھ محسوس نہیں ہو گا۔۔۔۔ ہم سب محبت کی وجہ سے اہل و عیال کے لئے دنیا بھر کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں اور ہمیں کلفت محسوس نہیں ہوتی بلکہ بچوں کو دیکھ لیں تو خوشی کے مارے کپڑوں میں پھولے نہیں سماتے اور ساری تھکاوٹ زائل ہو جاتی ہے۔ یہ سب محبت طبعی کا نتیجہ ہے کہ ہر تکلیف اور مصیبت اولاد کیلئے عین راحت، عین سکون اور اطمینان کا باعث بن گئی، تو محبت خداوندی کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اسکی وجہ سے ہر حکم کی تعمیل خوشی سرور اور اطمینان کا باعث بن جائے گی اور جتنی بھی عبادت کی جائے گی اس سے دل کو سکون نصیب ہو گا۔

بھائیو! محبت سے عجیب عجیب کرشمے ظاہر ہوتے ہیں۔ محبت تو حضرت بلالؓ کی تھی کہ جب کلمۂ توحید پڑھا تو ان کے مالک امیہ نے اذیت دینے کیلئے ایک ہی وار میں انہیں قتل نہ کرنا تاکہ عذاب و تکلیف زیادہ سے زیادہ دی جائے ورنہ وہ یہ کر سکتا تھا کہ چھری سے کہ ذبح کر دیتا۔ آزاد ملک تھا، قانون اور حکومت نہ تھی۔ مگر گرم ریگستان میں تپتی دھوپ میں بلالؓ کو ڈال دیا جاتا اور بڑے بڑے پتھر سینہ اور پاؤں پر رکھ دئے جاتے، رات کو تازہ دم غلام اور نوکر مارتے پیٹتے کہ

سو نہ جائیں۔ مگر وہ اللہ کا بندہ پکارتا۔ احدٌ ۔ احدٌ ۔ احدٌ (اللہ ایک ہے) ——— وہ بھی ہماری طرح گوشت پوست ہی سے بنے تھے، تکلیف انہیں ہوتی تھی، مگر محبت تھی اور احدٌ کے ورد سے سکونِ قلبی ملتا تھا۔ محبوب کے نام کے لطف میں تکلیف بھول جاتے۔

ایک بادشاہ نے اپنی بیٹی کے نکاح کیلئے یہ شرط لگا دی کہ جس نے موسم سرما کی ساری رات تالاب میں گزاری اسے اپنی لڑکی بیاہ دوں گا۔ بہت سے یاروں نے ہمت کی مگر تھوڑی دیر گزار کر بھاگ اٹھتے، ایک باہمت شخص نکل آیا اس نے ساری رات گزاری مگر مرا نہیں۔ تو لوگوں نے پوچھا کیسے زندہ بچ گئے۔ کہا کہ ایک تو بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کا تصور تھا اور دوسری یہ کہ رات کو پہاڑی پر دور سے آگ کی ایک روشنی نظر آرہی تھی میں اس کے سامنے تپتے رہنے کا تصور کرتا اسطرح رات گزری تو شرط جیت گیا اور بادشاہ کی لڑکی سے نکاح ہوگیا ——— یہ تو مجازی عشق تھا ——— تو عاشقِ حقیقی کے تصور کا کیا حال ہوگا ———!

حضرت بلالؓ تو خدا کا تصور کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کفار نے مارا پیٹا یہاں تک کہ سر اور بدن کا کوئی حصہ زخم سے نہ بچ سکا۔ ان کی والدہ کہتی ہیں کہ سر پر انگلی رکھنے سے بال اکھڑنے لگتے بکھر لائے گئے، بے ہوش تھے، ہوش میں آنے کے بعد ان کی ماں ام الخیر نے جو سرہانے بیٹھی تھی طبیعت کا حال پوچھا تو جواب میں انہوں نے یہ پوچھا کہ حضورؐ کا کیا حال ہے۔ دراصل حضورؐ مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے کہ کفار نے احاطہ کر لیا۔ حضرت صدیقؓ نے آکر یہ منظر دیکھا تو لوگوں کو روکنا چاہا اور فرمایا: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ۔ کیا تم صرف اس وجہ سے اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے ——— تو لوگ ان کو مارنے لگے، یہاں تک کہ مار مار کر بیہوش کر دیا۔ غیر جتنی بار والدہ نے حالت پوچھی انہوں نے جواب میں یہی کہا کہ حضورؐ کا کیا حال ہے ——— ماں نے حضورؐ کی حالت دریافت کرنی چاہی تو لوگوں نے بتایا کہ حضرت عمرؓ کی بہن مسلمان ہے ان کے ذریعہ پتہ چلے گا۔ تو ام الخیر حضرت عمرؓ کی بہن کے ہاں گئیں کہ حضور کی حالت معلوم کریں، وہاں سے دونوں ایک ساتھ ہو کر حضورؐ کے ہاں گئیں اور مزاج پرسی کر کے واپس آئیں۔ پھر حضرت صدیقؓ نے آپ کی حالت دریافت کی، فرمایا ہاں ابھی آئی ہوں الحمدللہ وہ ٹھیک ہیں۔ پھر دوائی یا غذا دینی چاہی فرمایا اے ماں جب تک حضورؐ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں دوائی وغیرہ نہیں پی سکتا۔ ابوبکر ام الخیر کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ دعا فرمائیں کہ میری والدہ مسلمان ہو جائے۔ دعا کی برکت سے مسلمان ہوئیں ——— یہ تھی محبت کہ تکلیف محسوس نہ ہوتی بلکہ محبوب کا تصور راحت کا

سبب بنتا رہا۔

محبت میں مال وجان اور اولاد کی قربانی محبت کیلئے بڑی آسان ہوجاتی ہے۔ اور کامیابی بھی تب ہی ہوتی ہے۔ دیکھو کفار اگر فتح حاصل کرتے ہیں، تو دل میں وطن کی محبت ہوتی ہے اور دنیادار کے دل میں مال کی محبت ہوتی ہے، تب کامیاب ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر طالب العلم کے دل میں علم کی محبت ہو تو عالم بنے گا، ورنہ نہیں۔ اور محبت کا یہ فائدہ ہے کہ پھر کوئی کام مشکل معلوم نہ ہوگا۔

محبت کا ایک منظر وہ بھی ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے پیش کیا۔ خداوند تعالیٰ نے ان کی آزمائش کرنا چاہی۔ بڑھاپے میں بچہ عطا کیا۔۔۔۔ حضرت اسماعیلؑ ۱۱، ۱۲ سال کی عمر کے تھے اور مستقبل میں پیغمبر بننے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش ہوئی۔ خواب میں دیکھا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے کی محبت اللہ تعالیٰ کے حکم سے قربان کردی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو کہا:

إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ	اے بیٹے میں نے خواب میں تجھے ذبح کرتے ہوئے
فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ	دیکھا اب تیری کیا مرضی ہے؟ سعادت مند بیٹے
مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ	نے جواب دیا۔ اے باپ اپنے خواب کو پورا
مِنَ الصَّابِرِينَ۔	فرما دیجئے انشاء اللہ مجھے صبر کرنیوالوں میں سے
	پائیں گے۔

...

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی تعریف اور بڑائی نہیں کی، جیسے آج کل لوگ بڑی بڑی باتیں بناتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اللہ نے چاہا تو میں صبر کروں گا۔۔۔۔ باپ عاشق ہے اور تقریباً ۱۲۰ سال کا بوڑھا ضعیف اور بیٹا صرف ایک۔۔۔۔ آثار نجابت چہرہ سے نمایاں ہیں مگر محبت کا امتحان ہے خدا کی طرف سے۔۔۔۔ پیغمبر کو وحی آتی ہے جس کی اقسام ہیں۔۔۔۔ آپؑ کو جاگتے میں وحی آسکتی تھی مگر اس آزمائش کی وحی نیند میں آئی۔ خدا نے چاہا کہ آپ کی شان اونچی ہوجائے اور دنیا میں ظاہر ہوجائے کہ ایسے عاشق بھی ہوتے ہیں۔۔۔۔ لوگ خواب دیکھتے ہیں تو صبح اٹھ کر تاویل و تعبیر کرنے بیٹھتے ہیں۔ مگر خدا نے دنیا کو بتا دیا کہ میرے عاشق اسطرح بن جاؤ کہ تعبیر و تاویل کو چھوڑ دو بس جس بات کو دیکھو اس پر یقین کرلو اور اس کی تعمیل میں لگ جاؤ۔

ہمیں قرآن نماز کا حکم دیتا ہے، قرآن پاک میں غالباً پانچ سو جگہ سے زیادہ میں نماز کا حکم ہے اور یہ حکم حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ جاگتے میں اتارا گیا ہے۔ پھر بھی ہم اس سے روگردانی کرتے ہیں۔

اور ایک وہ عاشق ہے خدا کا کہ نیند میں اشارہ ہوتا ہے اور وہ فوراً مستعد اور تیار ہو جاتا ہے! اور پھر بیٹا کیسا ہے ؟ آج لوگ بیٹے کو کسی بُرے کام سے روک نہیں سکتے کہ کہیں وہ گلے نہ پڑ جائے ۔۔ ایک یہ اولاد ہے ، حضرت اسماعیل علیہ السلام ، کہ انہیں باپ نے کہا بیٹا صاف صاف بات ہے کہ میں نے تمہیں نیند میں ذبح کرتے دیکھا ہے اللہ کے حکم سے ۔۔ اور میں نبی ہوں کہ جس کا خواب وحی ہے ۔ بیٹے نے کہا اس سے زیادہ خوشی کی بات کونسی ہوگی کہ خدا کی راہ میں قربان ہو جاؤں ۔۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ، وہ غیرت والی ذات ہے ، بندہ کی نیت و اخلاص دیکھتا ہے ۔۔۔ سیدنا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے جب سر تسلیم خم کیا تو سیدنا ابراہیمؑ کو بدلا ملا! اور انہیں خدا نے ساری دنیا کی امامت دی اور ان کے بعد سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو بھی حضور خاتم النبیینؐ کا جد امجد بنا کر قیامت تک دنیا کا امام بنایا ۔ انبیاء کرام میں دونوں کو خدا نے ایک عظیم مقام دیا ۔ آج انہی کی بنائی ہوئی مسجد بیت اللہ کا رخ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں تب قبول ہوتی ہے ۔ نماز کے آخر میں درود پڑھتے ہیں تو حضرت ابراہیمؑ اور انکی اولاد بھی یاد ہوتی ہے ۔۔۔

حضرت اسماعیلؑ کی قربانی قبول ہوئی ، وہ زندہ رہے اور قربانی کا طریقہ قیامت تک جاری کر دیا ۔ وترکنا علیہ فی الآخرین ۔ ہم نے اسماعیل کی قربانی کے بدلے دنبہ بھیج دیا جو ذبح ہوا ۔ اور یہ طریقہ ہمیشہ کے لئے جاری کر دیا ۔ آپؑ سے لیکر حضورؐ تک یہ سلسلہ جاری رہا ۔ پھر خود حضورؐ نے اس کا اہتمام فرمایا ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ خود حضورؐ نے دس سال تک مدینہ طیبہ میں ہر سال دو قربانیاں دیں ۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی کہ امت کے جو لوگ غریب ہیں اور قربانی نہیں کر سکتے ان کے لئے بھی قیامت کے دن کی سواری کا انتظام ہو جائے ۔۔۔

حضرت علیؓ بھی ہر سال دو قربانیاں کرتے تھے ۔ ایک اپنی طرف سے ، ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ۔

بھائیو! افسوس ہے کہ اب قربانی کا عمل ختم ہو رہا ہے ۔۔ عقیدہ اور ایمان بھی ختم ہو رہا ہے ۔ عام لوگ کہنے لگے ہیں کہ قربانی کی حکمت کیا ہے ۔؟ فائدہ کیا ہے ۔؟ مال کیوں ضائع کیا جائے ؟ اس کی قیمت جمع کر کے قومی کاموں میں کیوں نہ لگائی جائے ۔ کشمیر فنڈ یا کسی دوسرے قومی فنڈ میں کیوں نہ دی جائے ۔۔۔ مگر یاد رکھئے ! حضورؐ نے فرمایا کہ : ماعمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم (اوکما قال) عید قربان کے دن اللہ کو کوئی دوسری نیکی قربانی سے

زیادہ محبوب نہیں ــــ اگر آپ دس بیس روپے کی قربانی کے عوض دس ارب روپے بھی کسی دوسرے نیک کام پر لگادیں تو قربانی سے ذمہ فارغ نہ ہوگا ــــ دیکھئے اگر یہاں ایک شخص بھوکا ہے روٹی کا محتاج ہے اور تم اسے دس ارب روپے کا سونا دے دو تو کیا اسکی روٹی کی خواہش یا بھوک صرف سونے کو دیکھ کر ختم ہوجائے گی ۔؟ اسکی زندگی ہرگز اس سے نہیں بچ سکے گی۔ اسکو روٹی اور پانی کی ضرورت ہے ــــ دنیا میں ایک کام کی جگہ دوسرا کام کافی نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح قربانی کی بجائے روپیہ دینا ٹھیک نہیں۔ دنیا و آخرت کی نعمتوں میں فرق ہے، آخرت کی نعمتیں اور بخشش اعمال اور نیکیوں کے بدلے میں ملتی ہیں۔ اور دنیا کی نعمتیں بلا عمل مل رہی ہیں۔ ہم نے اپنی پیدائش سے قبل کوئی نیکی نہیں کی مگر خدا ہمیں دنیا میں پالتا ہے۔ مسلمان ہوں یا کافر سب کو روٹی دیتا ہے، اور پالتا ہے۔ مگر یہ دنیا کا معاملہ ہے۔

آخرت کی ہر نعمت اور اجر کیلئے الگ الگ عمل مقرر ہے۔ مغفرت کیلئے الگ عمل، جنت کیلئے الگ عمل۔ نیکیوں کا ثواب اگر چاہتے ہو تو الگ عمل کرو۔ خدا کا دیدار چاہتے ہو تو اس کے لئے الگ عمل کرنا ہوگا ــــ آیت جو تلاوت کی قیامت کے بارہ میں ہے۔ کہ وہاں ہر انسان کو اپنے عمل کا بدلہ ملے گا اور ساری کوشش اور محنت اس کے سامنے آجائے گی ــ ووجدوا ما عملوا حاضرا۔ اور پھر اللہ نے بعض امور کے کئی اسباب بھی پیدا کئے ہیں۔ مگر ہر عمل کا اجر دوسرے عمل کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا ــــ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ اگر کسی نے عصرین یعنی صبح اور عصر کی نماز قضا نہ کی اور باجماعت پڑھی تو خداوند تعالیٰ اسے اپنے دیدار سے مشرف فرمادیں گے ــــ اب اگر کوئی دن بھر نیکی کرے مگر نماز نہ پڑھے تو چونکہ اس کے پاس رویت خداوندی کا ٹکٹ نہیں وہ اس میں کامیاب نہ ہوگا ــ یہ مولویوں کی تنگ نظری نہیں، دنیا میں دیکھئے تم کسی کو ایک خط بھیجنا چاہو اور ٹکٹ لگانے کی بجائے اس کے ساتھ سو روپے کا نوٹ چسپاں کردو تو کیا یہ جرمانہ سے بچ جائے گا ۔؟ نہیں وہ بیرنگ ہوجائے گا۔ یعنی وہاں تو روپے کام نہ دیں گے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کیسا احمقانہ قانون ہے کہ ۱۵ پیسے کے ٹکٹ کی بجائے سو روپے لگادئے اور پھر بھی جرمانہ ہوگیا۔ تو جواب ملے گا کہ عقل سے کام لو، حکومت نے ٹکٹ لگانے کا قانون بنایا ہے۔ اس کے بغیر دس لاکھ روپے بلا قانون لگادو پھر بھی مجرم ہوگے۔

یہ مت خیال کرو کہ دنیا میں سرکشی کے باوجود کھانا پینا ملتا ہے، لہٰذا آخرت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ نہیں، وہ تو نتیجے کا دن ہے، جو کام نیکی کا یہاں کیا اس کا پھل وہاں ملے گا ــــ حضرت

فاطمہؓ کو حضورؐ نے فرمایا کہ قربانی دو، اس کے ہر قطرہ خون کے بدلے تمہارے گناہ معاف ہوں گے۔ اور بھیڑ بکری وغیرہ کے ہر بال کے عوض خدا نیکی کا اجر دیگا۔

یاد رکھیئے! عاجزی اور خشوع کا الگ اجر ہے، جو نماز ہی کے ذریعہ مل سکتا ہے۔ اگر ایک شخص دن بھر خدا تعالیٰ کو سلام کرتا رہے، تسبیح ہاتھ میں لئے ذکر کرتا رہے مگر نماز نہ پڑھے تو وہ اجر کبھی نہیں ملے گا جو پنجوقتہ نماز سے ملتا ہے۔

قربانی خدا کی راہ میں عاشق کے عشق کا آخری مرحلہ ہے ــــ قربانی کی بجائے اگر آپ اربوں روپے بھی دے دیں تو وہ ثواب نہیں ملے گا جو قربانی سے ملتا ہے۔ اور قیامت کے دن ہر عمل کے مطابق جزا ملے گی۔ قربانی کی بجائے آپ کسی دوسرے عمل سے سبکدوش نہیں ہو سکتے ــــ اللہ تعالیٰ سب کو قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

طبی مشاورتی بورڈ کا قیام

اشرف لیبارٹریز لائلپور کا پیچیدہ و مزمن امراض کے علاج میں ایک اہم انقلابی اقدام ہے

طبی مشاورتی بورڈ کا ماہانہ اجلاس

بورڈ میں برصغیر پاک و ہند کے نامور ہمدرد و خلائق اطباء کرام مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف بانی و سرپرست اشرف لیبارٹریز و رضوان فارمیسی لائلپور، عظیم طبی مصنف مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب (روڑی والے)۔ ماہر امراض مزمنہ حکیم محمد یوسف حسن صاحب ایڈیٹر "نیرنگِ خیال"۔ حکیم عبداللہ خاں صاحب تلمیذ خاص مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان۔ حکیم سعید سکندر شاہ صاحب زبدۃ الحکماء پروفیسر جامعہ طبیہ اسلامیہ لائل پور شامل ہیں۔

طبی مشاورتی بورڈ کا ماہانہ اجلاس ہر انگریزی ماہ کے پہلے اتوار و سوموار کو اور جزوی اجلاس ہر اتوار و سوموار کو ہوتا ہے۔

ماہوار اجلاس	ہفت روزہ اجلاس
۳-۴ مارچ ۱۹۶۸ء	۱۰، ۱۱ ـــ ۱۷، ۱۸ ـــ ۲۴، ۲۵

طبی مشاورتی بورڈ کے مکمل اور جزوی اجلاس سے استفادہ فرمانے والے حضرات اگر بذریعہ خط، فون یا براہ راست ملاقات سے معائنہ کا وقت متعین کرالیں تو فریقین کیلئے سہولت کا ذریعہ ہوگا ــــ جو حضرات خود تشریف نہ لا سکیں وہ سوالنامہ طلب فرمائیں یا اپنے حالات لکھ کر مشورہ طلب فرمائیں۔ (معائنہ بلا فیس)

مینیجر مطب اشرف ۲۴۹- جناح کالونی نزد جامع مسجد لائل پور

فون نمبر ۳۰۲۱ ـــ ۳۰۷۱